باب
16

نوآبادیاتی نظام کا اثر ہندوستان میں

آٹھویں جماعت میں ہم نے پڑھا ہے کہ کس طرح نوآبادیاتی پالیسیوں کا اثر تلنگانہ اور آندھراپردیش کے جنگلات پر پڑا۔ اس باب میں ہم اس بات کو سمجھیں گے کہ کس طرح جنگل، صنعتوں اور مزدوروں سے متعلق نوآبادیاتی پالیسیاں ملک کے مختلف رہنے والے لوگوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہوئیں۔

برطانوی راج سے پہلے جنگلات کا استعمال

عرصۂ دراز سے آدی واسی اور دیہاتی لوگ جو جنگل میں اور اس کے آس پاس رہتے تھے وہ جنگلوں سے اپنی روزمرہ زندگی میں کام آنے والی بہت سی چیزیں حاصل کرتے تھے۔ ایک طرح سے وہ جنگل کے مالکین کی طرح تھے۔ وہ جنگلوں کا استعمال شکار اور جڑوں کے جمع کرنے کے لیے کرتے تھے اس کے علاوہ پھل و پھول جڑی بوٹیاں اور اپنے جانوروں کے لیے چارہ حاصل کرتے تھے۔ چند مقامات پر وہ درختوں کو کاٹ کر جلا دیتے تھے تا کہ وہاں فصلوں کی کاشت کر سکیں۔ اپنے گھر بنانے اور اوزار بنانے کے لیے لکڑی کاٹا کرتے تھے۔ وہ یہ چیزیں اپنی ذاتی استعمال کے لیے بناتے تھے۔ اگر انھیں جنگل کی پیداوار فروخت کرنا ہوتا تو صرف اس لیے کہ وہ دوسری چیزیں بازار سے خرید سکیں جیسے نمک اور لوہا وغیرہ۔ وہ جنگل سے حاصل ہونے والی لکڑی اور دیگر اشیاء کو منافع کمانے کے لیے فروخت نہیں کرتے تھے۔

تصویر 16.1: آندھراپردیش کے جنگلات

☆ ایسے چار جملوں کو خط کشیدہ کیجئے جو برطانوی دور سے پہلے آدی واسیوں کی حالت اور ان کے جنگلات کو استعمال کرنے کے طریقے بتاتی ہو۔

کسانوں اور قبائلی لوگوں کے جنگل کا ایک بڑا حصہ کھیتوں کے لیے صاف کرنے کے باوجود زمین کا بڑا حصہ جنگلوں کے تحت باقی رہا۔ کسان اور آدی واسی جو ان جنگلوں کے استعمال کرتے تھے ان کی حفاظت بھی کرتے تھے۔ جب انھیں لکڑی درکار ہوتی تو وہ پرانے درختوں کو کاٹ دیتے تھے اور نئے درختوں کو اگنے دیتے تھے۔ وہ جنگل کے بڑے حصے کو بے دریغ نہیں کاٹا کرتے تھے بلکہ تھوڑے سے حصہ کو کاٹتے تا کہ جنگلات ضائع نہ ہوں۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

وقتاً فوقتاً جنگل میں رہنے والے لوگ بادشاہوں اور شہنشاہوں کو ہاتھی دانت، جانوروں کی کھالیں اور شہد وغیرہ کے قیمتی تحفے دیا کرتے تھے جو جنگلوں کی زمین پر ہل چلاتے تھے کبھی کبھار ٹیکس بھی ادا کر دیا کرتے تھے۔ اکثر آدی واسی درختوں کو کاٹ کر کھیتی باڑی کیا کرتے تھے جسے ''جھمنگ طریقہ زراعت'' بھی کہا جاتا ہے۔ جب تک جنگلات کے رہنے والوں سے سلطنتوں کے تحفظ وسلامتی کا مسئلہ نہیں ہوتا تھا اس وقت تک بادشاہ یا شہنشاہ ان کے لیے جنگلات کے استعمال سے متعلق قانون نہیں بناتے تھے۔ کئی صدیوں تک آدی واسی جنگل میں امن و آشتی کے ساتھ رہتے تھے۔ اس سے اپنی روزمرہ زندگی کی اشیاء کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جنگلات کی دیکھ بھال بھی کرتے تھے۔

برطانوی حکومت کے دوران جنگلات کا استعمال کس طرح کیا جاتا تھا؟

برطانوی راج کے دوران حالات میں تبدیلی آ گئی۔ اس وقت ممبئی اور کولکتہ جیسے شہر ابھر رہے تھے اور حکومت سارے ملک میں ہزروں کلومیٹر پر مشتمل ریلوے لائن ڈلوا رہی تھی۔ بڑی بڑی کشتیاں تیار کی جا رہی تھیں اور کانوں کا افتتاح عمل میں آ رہا تھا۔ ان تمام چیزوں کے لیے لکڑی کی ایک بڑی مقدار درکار تھی اس لیے لکڑی کی تجارت میں تیزی سے اضافہ ہوا۔

ریلوے لائن کے لیے لکڑی کے تختوں کا استعمال

1879ء میں ہندوستان میں تقریباً 8 ہزار کلومیٹر پر مشتمل ریلوے لائن تھی۔ 1910 تک 50 ہزار کلومیٹر سے زائد ریلوے لائن بچھائی گئی۔ ہر سال قریباً ایک کروڑ لکڑی کے تختوں کی ضرورت ان نئے ریلوے لائنس کو بچھانے کے لیے ہوتی تھی۔

sleepers: لکڑی کے تختے ریل کی پٹریوں کے درمیان بچھائے جاتے تھے تاکہ وہ پٹریوں کو سیدھے رکھ سکیں۔

تصویر 16.2: چنگا نگ کے پہاڑی علاقہ میں دریائے کسالانگ میں بہتے ہوئے بانس کے پتوار

لکڑی کے تختوں کے لیے لکڑی ہمالیہ اور ترائی کے علاقوں کے جنگلات سے کاٹی جاتی تھی۔ بڑی مقدار میں لکڑی کی کٹوائی عمارتیں بنانے، کانیں کھدوانے اور کشتیاں تیار کرنے کے لیے کی جاتی تھی۔ یہ کام کرائے پر لئے گئے مزدوروں کے ذریعہ سے ہوتا تھا۔ لکڑی کے تاجر اور جنگلات کے گتے دار انھیں کام دیا کرتے تھے۔

برطانوی حکومت اور برطانوی کمپنیاں اس تجارت سے کافی فائدہ اٹھانے لگیں۔ حکومت جنگلات کی کٹوائی کے لیے ٹھیکیداروں کے واسطے ہراج کا انعقاد کیا کرتی تھی۔ ٹھیکیدار اس ٹھیکے کو حاصل کرنے کے لیے بھاری رقم ادا کرتے تھے۔ اسی لیے حکومت ان ٹھیکوں کے ذریعہ سے بہت سارا پیسہ کماتی تھی۔

جنگلات خطرے میں۔ اور نئے درخت اگانے کی ضرورت

جیسے ہی لکڑی کے کاروبار میں اضافہ ہوا برطانوی حکومت پریشان ہوگئی کہ مستقبل میں ریلوے، کشتیوں اور گھروں کی تعمیر کے لیے انھیں لکڑی کہاں سے فراہم

☆ کیا آپ نے کبھی لکڑی کے تختوں کو ریلوے لائن بچھانے کے لیے استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ دورِ حاضر میں ان لکڑی کے تختوں کے بجائے کیا استعمال کیا جا رہا ہے۔ بحث کیجیے کہ یہ متبادل انتظام کیوں ہو رہا ہے؟

SCERT TELANGANA

شکل 16.3 : مئی 1897ء میں چھوٹا ناگپور مقام پر سنگھ بھوم جنگلات میں لکڑی کے شہتیروں کو لکڑی کے تختوں میں تبدیل کرتے ہوئے۔
آدی واسیوں کو محکمہ جنگلات کٹوائی اور ریلوے لائنوں کے لیے ہموار تختے تیار کرنے کے لیے اجرت پر لیا کرتا تھا۔لیکن انھیں ان درختوں کو اپنے گھر بنانے کے لیے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔

ہوگی اگر جنگلات اس تیزی سے کٹنا شروع ہوجائیں؟ حکومت نے محسوس کیا کہ لکڑی کی مسلسل رسد کو یقینی بنانے کے لیے کچھ کرنا چاہئے۔
برطانوی حکومت نے فیصلہ کیا کہ جو جنگلات کاٹ دیئے گئے انکی جگہ نئے درخت اگائے جائیں لیکن حکومت ان درختوں کو اگانے میں دلچسپی نہیں لے رہی تھی جو عوام کے لیے فائدہ مند تھے جسے آم نیم وغیرہ درخت۔ وہ صرف ان درختوں کو اگانا چاہتے تھے جس مانگ بہت زیادہ ہو۔اسی لیے انھوں نے ساگوان اور پائن کے درختوں کو کٹے ہوئے جنگلات کی جگہ اگانا شروع کیا۔

حکومت کے ذریعہ محکمہ جنگلات کا قیام

1864ء میں حکومت نے محکمہ جنگلات قائم کیا۔جنگلات کے محکمہ نے اپنے لگائے ہوئے درختوں کی حفاظت کے لیے نئے قوانین وضع کئے۔ان قوانین کے ذریعہ سے انھوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ قدیم جنگلات مکمل طور سے ختم نہ ہوں بلکہ انھیں احتیاط سے کاٹا جائے۔ یہ قوانین اور اصول حکومت کو جنگلات پر قابو پانے میں معاون ثابت ہوئے۔محکمہ جنگلات نے محسوس کی کہ جنگلوں میں اور اس کے آس پاس رہنے والے لوگوں سے جنگلات کی حفاظت کی جانی چاہیے۔

آدی واسی بغاوتیں

ہم نے دیکھا کہ کس طرح آدی واسی کسان جو جنگل میں رہتے تھے برطانوی راج میں حالت ابتر تھی۔ مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ کے قبائلی جیسے بائیگا، مریہ گونڈ اور بھیل۔ تلنگانہ اور آندھرا پردیش اور اڑیسہ کے قبائلی کی جیسے کویا، ریڈی اور کولم، اپنے قدیم طریقہ زراعت کو زیادہ عرصہ تک جاری نہ رکھ سکے۔ انھیں محکمہ جنگلات یا ٹھیکے داروں کے مزدور بن کر رہنا پڑا تھا۔ یا انھیں مہاجن یا کسان جو باہر سے آئے تھے ان کے بندھوا مزدور بن کر رہنا پڑا تھا۔

ان مقامات میں جہاں ریلوے اور سڑکوں کی سہولت تھی بیرونی مقامات سے آنے والے افراد کے لیے آدی واسیوں کے مقامات میں رہائش اختیار کرنا آسان ہوگیا وہ ان کی زمینوں پر قبضہ کررہے تھے۔محکمہ جنگلات کے اختیارات میں بھی اضافہ ہوا۔عوام پر جرمانے عائد کرنا، چھوٹی غلطیوں کے بہانے انھیں مارنا پیٹنا۔ان کے گھروں میں زبردستی داخل ہوکر ان کی چیزیں لے لینا،عورتوں سے بدسلوکی۔ رشوت ستانی، بے گار کیمپ قائم کرنا یہ ساری چیزیں اس وقت عام ہوچکیں تھیں۔
ان بدتر حالات میں آدی واسیوں نے کئی مقامات پر احتجاج کیا۔احتجاج کے دوران انھوں نے کئی پولیس چوکیوں، محکمہ جنگلات کی

SCERT TELANGANA

چوکیوں اور مہاجنوں کے گھروں کو جلا دیا۔ کئی مقامات پر انھوں نے سارے جنگلات کو آگ لگا دی۔ اس قسم کے احتجاج جھارکھنڈ کے آدی واسیوں، سنتھل نے 1856ء میں شروع کیا۔ 1880 اور 1922ء میں آندھرا پردیش کے کویا آدی واسی، 1910ء میں بستر کے ماریا اور مریا آدی واسی 1940ء میں گونڈ اور کولم کے آدی واسیوں نے کیے۔

سنتھل آدی واسیوں کی بغاوت

ابتداء سے ہی جھارکھنڈ کے آدمی واسیوں سنتھل نے برطانوی حکومت کے خلاف مزاحمت کی اور احتجاج جاری رکھا۔ 1855 سے 1856 کے دوران سنتھل آدی واسیوں نے بڑے پیانے پر بغاوت کا علم بلند کیا جس میں انھوں نے زمینداروں قرض دینے والوں کو لوٹنا اور قتل کرنا شروع کیا۔ سنتھل آدی واسیوں نے یہ اعلان کر دیا کہ برطانوی راج کا خاتمہ ہو چکا ہے اور وہ ایک آزاد ریاست تشکیل دے رہے ہیں۔ لیکن سنتھل آدی واسی صرف تیر کمان سے لیس تھے اور وہ برطانوی بندوق بردار فوج کے آگے ٹک نہ سکے۔ ایک خوفناک جنگ کے اختتام پر 15 ہزار سنتھل آدی واسی مارے گئے اور آخر کار ان کی بغاوت کو کچل دیا گیا۔

برسا منڈا کی رہنمائی میں بغاوت

1874 اور 1901ء کے درمیان چھوٹا نا گپور سطح مرتفع جو موجودہ جھارکھنڈ ریاست ہے۔ منڈا آدی واسیوں نے ایک نوجوان رہنما برسا کی قیادت میں برطانوی حکومت کو ختم کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ لوگ برسا کو خدا کا درجہ دیتے تھے اور اس کے ہر لفظ پر عمل کرتے تھے۔ وہ اس بیرونی حکومت کا خاتمہ چاہتے تھے جس نے زمینداروں کی مہاجن اور عدالتوں کی پشت پناہی کی جنھوں نے منڈا آدی واسیون کو ان کی زمینوں اور جنگلات پر ان کے حقوق چھین لیا تھا۔ آخر منڈا باغیوں کو دبا دیا گیا اور ان کے رہنماؤں کو گرفتار کرکے انھیں جیل میں قید کر دیا گیا۔ برسا منڈا کی 1900ء میں جیل میں موت واقع ہوگئی۔ البتہ حکومت نے چھوٹا نا گپور کے آدی واسیوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے قانون سازی کی ضرورت کو محسوس کیا۔

کماؤں کے جنگلات میں بغاوت (1921-1922ء)

اترکھنڈ کے کماؤں علاقہ میں کسانوں نے اس بات پر محکمہ جنگلات سے تعاون کرنے پر انکار کر دیا کہ حکومت نے جنگلات پر ان کے حق سے انھیں محروم کر دیا۔ انھوں نے علانیہ طور پر محکمہ جنگلات کے قوانین کی خلاف ورزی کی۔ ٹھیکے داروں کے زیر استعمال جنگلات کو نذر آتش کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ لوگوں نے محکمہ جنگلات کے لیے بطور جبری مزدور کام کرنے سے انکار کر دیا۔ ان تحریکات کی بناء پر برطانوی حکومت کو اپنی پالیسی تبدیل کرنا پڑا۔ انھوں نے ایسے نئے قوانین بنائے کہ جس کی رو سے بیرونی افراد آدی واسیوں کی زمین نہیں خرید سکتے تھے۔

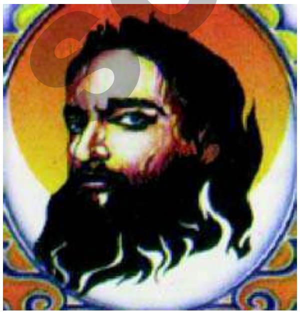

الوری سیتارا ماراجو کی تصویر

الوری سیتارا ماراجو

الوری سیتارا ماراجو 4 جولائی 1897ء کو ضلع وشاکھا پٹنم کے ایک گاؤں پانڈرنگی میں پیدا ہوئے۔ انکی والدہ کا تعلق وشاکھاپٹنم سے تھا اور ان کے والد بھیماورم کے قریب موگالو کے رہنے والے تھے۔ وہ راجمندری کے ایک جیل میں سرکاری فوٹو گرافر تھے۔ راجو کے والد کا انتقال اس وقت ہوا جب کہ وہ اسکول میں پڑھتے تھے۔ انھوں نے اپنے چچا کی تربیت میں پرورش پائی جن کا نام رام چندر راجو تھا۔

SCERT TELANGANA

مدراس فارسٹ ایکٹ 1882ء کے نافذ ہونے پر قبائلی لوگوں کی جنگل میں آزادانہ نقل وحرکت پر پابندی عائد کردی گئی اورانھیں ان کے روایتی طریقہ زراعت پوڈو کے کرنے سے روک دیا گیا۔ راجو نے آندھراپردیش کے اضلاع مشرقی گوداوری اور وشاکھاپٹنم کے سرحدی علاقے میں احتجاجی تحریک شروع کی۔ بنگال میں انقلابیوں کے حب الوطنی کے جذبے سے متاثر ہوکر راجو نے چنتا پلی، راما پوچاورم، دمنا پلی، کرشنادیوی پیٹ، راجاوما نگی، ادانیگلا، نرسی پٹنم اور اناورم کے پولیس اسٹیشنوں پر دھاوا بول دیا۔ راجو اوراس کے ساتھیوں نے حملے کرتے ہوئے بندوقیں اور اسلحہ چرالیا اور کئی برطانوی فوج افسروں کا قتل کردیا جس میں دمنا پلی کے قریب ہلاک کیا گیا ''اسکاٹ کاورڈ'' بھی شامل ہے۔

دسمبر 1922 میں برطانوی حکومت نے سوندرس کی سرکردگی میں پیگڈا پلی کے قریب آسام رائفلز کو تعینات کیا۔ راجو اس وقت تک روپوش ہوچکے تھے۔ چار ماہ بعد دوبارہ منظر عام پر آئے اور اپنی لڑائی جاری رکھی۔ ملو دورا اور گنم دورا کی رہنمائی میں قبائلی رضا کاروں نے تیر کمانوں کو کا استعمال کرتے ہوئے انھیں مزید طاقت عطا کی۔

دسمبر 1922ء سے قریب ایک سال تک برطانوی افواج کی کارروائی جاری رہی۔ بالآخر انگریزوں نے چنتا پلی کے جنگل میں راماراجو کو پھانس لیا۔ مپا گاؤں کے قریب کویور گاؤں میں 7 رمئی 1924 کو انھیں رائفل سے گولی ماردی گئی۔

کومرم بھیم

عادل آباد کے ایک دیہات شنکر پلی میں کومرم بھیم پیدا ہوئے۔ ان کے والد محکمہ جنگلات کے ایک حملے میں مارے گئے جب ان کی عمر 15 سال کی تھی۔ بھیم اور ان کا خاندان منڈل کیری میری کے ایک گاؤں سرداپور کو منتقل ہوگئے۔

جب وہ اپنی زندگی Jhum کاشتکاری کے ذریعہ گذار رہے تھے صدیقی نامی ایک جاگیردار جو نظام کا مخبر تھا اس نے بھیم کی زمین پر قبضہ کرلیا۔ بھیم نے غصہ میں صدیقی کا قتل کردیا اور پولیس سے بچنے کے لئے آسام میں جاکر چھپ گیا۔ اس نے پانچ سال تک چائے' کافی کے باغات میں مزدوری کی۔ اس کو مزدور کی تحریکات کا تجربہ ہوگیا۔ اس نے پڑھنا' لکھنا سیکھا۔ Komaram Sooru جو اس کا قریبی دوست اور مخبر تھا کے ذریعے وہاں کے حالات کی جانکاری حاصل کی۔ نظام حکومت کے خلاف لڑی جانے والی تحریک جو بر وشاکھاپٹنم میں الوری سیتاراماراجو نے اور برسامنڈا نے نظام کی حکومت کے خلاف شروع کی تھی وہ اس سے متاثر تھا۔ اس وقت نظام کی حکومت نے جانوروں کے چرنے اور آگ کی لکڑی جمع کرنے پر ''بمبر ام'' نامی ٹیکس عائد کیا آدی واسی کومرم بھیم کے دیئے ہوئے پیغام' جل' جنگل اور زمین سے متاثر ہوئے تاکہ ٹیکس کے خلاف بغاوت کرسکیں۔ اور قبائلی لوگوں کے حقوق اور آزادی کے لئے لڑسکیں۔ عادل آباد میں تقریباً 12 گاؤں زمین کے لئے لڑنے کے لئے تیار ہوگئے۔ گونڈ اور کویا کے نوجوانوں کو لے کر بھیم نے ایک گوریلا فوج بنائی اس نے آدی واسیوں کو جمع کیا اور ہتھیار چلانے کی تربیت دی۔ آخر کار بدر کامل کے موقع پر بھیم جوڑے گھاٹ میں نظام کی فوج سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔ ان کی موت کے بعد نظام نے قبائلی لوگوں کی زندگی پر تحقیق کرنے کے لئے ہائی مین ڈروف کو مقرر کیا۔

SCERT TELANGANA

برطانوی حکومت کی صنعتی پالیسی

تصویر 16.4: کلکتہ کے مارواڑی تاجروں کی بیٹھک

1850ء میں ہندوستانی کپڑے کی چند مِلز سب سے پہلے ممبئی اور اسکے بعد احمد آباد میں قائم کی گئی تھیں۔اس طرح ہندوستان میں بھی مشینوں پر کپڑا بنایا جانے لگا۔ چند پڑھے لکھے لوگوں اورفیاکٹری مالکین نے مطالبہ کیا کہ برطانیہ سے آنے والے کپڑوں پر ایک مخصوص محصول عائد کیا جائے تا کہ ہندوستان میں تیار ہونے والے کپڑے کے لیے ایک محفوظ مارکٹ ہو۔وہ مخصوص محصول برطانوی کپڑوں کو مہنگا کردے گا اوراس سے ہندوستانی کارخانوں میں تیار کئے ہوئے کپڑے کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

آپ یہ جانتے ہیں کہ برطانیہ میں حکومت نے ہندوستانی بنکروں کے بنائے ہوئے کپڑوں پر ایک مخصوص محصول عائد کردیا تا کہ برطانوی پارچہ صنعت کو مدد مل سکے لیکن حکومت نے ہندوستان میں برطانوی کپڑں پر اس قسم کے محصول کو عائد کرنے سے انکار کردیا جو ہندوستانی پارچہ صنعت کو مدد دے سکے۔حکومت پر برطانوی تاجرین اور فیاکٹری مالکین کا اس قدر دباؤ تھا کہ وہ ان کے مفادات کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

1896ء میں ہندوستان میں برطانوی حکومت کی آمدنی میں شدید کمی ہوئی۔حکومت نے ان پہلوؤں پر غور کرنا شروع کیا جس سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہو۔ایسی مشکل گھڑی میں حکومت نے برطانیہ سے ہندوستان آنے والے کپڑوں پر 3.5 فیصد ٹیکس عائد کردیا۔اس ٹیکس کی وجہ سے برطانوی کپڑے کی فروخت متاثر نہ ہونے پائے اس کے لیے انھوں نے اسی طرح کا ٹیکس ہندوستان میں تیار کئے ہوئے کپڑوں پر بھی عائد کردیا۔

یہ ٹیکس ہندوستانی عوام اور برطانوی حکومت کے درمیان ایک لمبے تنازعہ کی شکل اختیار کر گیا۔ہندوستانی کارخانے میں بنی ہوئی اشیاء پر محصول عائد کرکے حکومت نے واضح کردیا کہ وہ اصل میں برطانوی کارخانوں کے مفادات کی حفاظت کرے گی۔ہندوستان میں اس ٹیکس کے تعلق سے مسلسل مخالفت جاری رہی اور اس کو برخواست کرنے کا مطالبہ ہوتا رہا۔

حکومت کے عدم تحفظ کے باوجود ہندوستان میں پارچہ جات، دھاگے، شکر، پٹ سن، کاغذ، دِیا سلائی اور سمنٹ وغیرہ کے کارخانوں کا قیام عمل میں آیا۔البتہ ان کارخانوں میں 1914ء کے بعد ہی تیز رفتار ترقی ہوئی۔

☆ ''محفوظ مارکٹ'' سے کیا مراد ہے؟ بحث کیجئے؟

☆ ہندوستانیوں نے ہندوستان آنے والی برطانوی اشیاء پر محصول عائد کرنے کا مطالبہ کیا۔کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مطالبہ جائز تھا؟ کیا برطانوی حکومت نے برطانوی اور ہندوستانی صنعتوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا

SCERT TELANGANA

پہلی جنگ عظیم کے دوران ہندوستانی صنعت

تصویر 16.5: دہلی میں بینکرس کی ایک قدیم تصویر

1914 سے 1918ء میں پہلی جنگ عظیم کے دوران ہندوستان میں بیرونی اشیاء کی آمد میں بہت حد تک کمی واقع ہوگئی تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ باربرداری کے جہاز جنگ سے متعلق کاموں میں مصروف کردیئے گئے اس لیے جہازوں کی قلت ہوگئی۔ یورپ کی فیکٹریوں میں جنگی سامان تیار کئے جارہے تھے اس لیے بہت کم اشیاء ہندوستانی منڈیوں کے لیے دستیاب تھیں۔

ان حالات میں ہندوستانی کارخانے اپنی اشیاء کو بھاری مقدار میں فروخت کرنے لگے۔ اس بھاری مقدار میں ہوئی فروخت سے متاثر ہوکر صنعتوں میں تیزی سے ترقی ہونے لگی۔ جنگ کے اختتام پر ہندوستانی کارخانوں اور نئے قائم کردہ صنعتوں کے لیے بڑی تعداد میں یورپ سے مشینیں خریدی گئیں۔ ہندوستانی صنعتکاروں نے شدت کے ساتھ حکومت سے یہ مطالبہ کیا کہ حکومت بیرونی اشیاء پر محصول عائد کرے تاکہ ہندوستانی اشیاء کی فروخت مستقبل میں بھی بڑے پیمانے پر جاری رہے۔

کئی وجوہات کی بنا پر حکومت کو یہ مطالبہ قبول کرنا پڑا۔ 1917ء کے بعد کئی بیرونی اشیاء پر یکے بعد دیگرے محصول عائد کئے گئے جس کے نتیجے میں ہندوستان میں قائم کردہ کارخانے تیزی سے ترقی کرنے لگے۔

☆ پہلی جنگ عظیم کے دوران ہندوستانی صنعتوں میں تیزی سے ترقی کیوں ہوئی؟

آزادی کے وقت ہندوستانی صنعت کے مسائل

ایک طویل جدوجہد کے بعد ہندوستانی صنعت کو برطانوی حکومت سے تھوڑی سی مدد حاصل ہوئی۔ پھر بھی ایک بڑی تعداد میں کارخانے، بینک، کشتیاں وغیرہ یورپی لوگوں کے ہاتھوں میں تھے' نہ کہ ہندوستانیوں کے ہاتھ میں۔ یورپی ہونے کے ناطے ان کمپنیوں سے انھیں کئی فوائد حاصل ہوئے۔ برطانوی حکومت کے مختلف افسروں اور ذمہ داروں تک ان کی پہنچ آسان تھی۔ جب کہ ہندوستانیوں کے لیے ان تک پہنچ آسان نہ تھی۔ تمام بیرونی تجارت یورپی کمپنیوں کے ہاتھ میں تھی۔ اسی لیے انھیں مالیہ کی کمی کا سامنا نہیں تھا۔

یورپیوں کے اثر ورسوخ کے باوجود ہندوستانی صنعتکار بڑی حد تک آگے بڑھے مثال کے طور پر ہندوستانی صنعتکاروں کی کپڑوں کی

SCERT TELANGANA

صنعت پر گرفت تھی۔ ہندوستانی صنعتکاروں کی کامیابی کی مثال جمشید جی ٹاٹا نامی صنعتکار کا جمشید پور میں فولاد کی صنعت کا قیام ہے۔

ہندوستانی صنعت کاروں کو حکومت کی طرف سے بیرونی اشیا پر محصول کی شکل میں جو مدد مل رہی تھی وہ اہم تھی لیکن ناکافی تھی۔ انھیں کئی ذرائع اور سہولتیں جیسے ریلوے، سڑکیں، بجلی، کوئلہ اور لوہے وغیرہ درکار تھیں۔ بہرحال برطانوی حکومت ان چیزوں کی ترقی پر مناسب توجہ نہیں دے رہی تھی۔

ہندوستانی صنعت کاروں کو اپنی مشینیں باہر سے خریدنا پڑتا تھا۔ مشینیں تیار کرنے والی صنعتیں ہندوستان میں شروع نہیں ہوئی تھیں۔

تصویر 16.6: ہندوستانی صنعت کاروں میں سے چند عظیم صنعت کار جے این ٹاٹا، آر ڈی ٹاٹا، سر آر جے ٹاٹا اور سر ڈی جے ٹاٹا۔

صنعت کی ترقی کے لیے سائنسدانوں، انجینئروں اور فنی ماہرین کی مدد درکار تھی۔ تمام سطحوں پر پڑھے لکھے کامگاروں کی ضرورت تھی۔ لیکن ہندوستان میں تعلیم کو مناسب اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ صنعتی ترقی کے لیے غیر ملکیوں پر منحصر ہونا پڑتا تھا کیوں کہ ہندوستانی سائنسدانوں اور انجینئروں کی تعداد بہت کم تھی۔

ہندوسانی صنعت کے مفادات کو آگے بڑھانے کے لیے برطانوی دور میں صنعتکاروں کی کئی تنظیمیں تشکیل دی گئیں۔ ان میں سے اہم ترین (FICCI) فیڈریشن آف انڈین چیمبرس آف کامرس اینڈ انڈسٹریز تھی۔ یہ تنظیمیں صنعتکاروں کے مسائل کو حکومت تک پہنچاتی تھیں۔

ہندوستان میں برطانوی حکومت کے اختتام اور ہندوستانیوں کی آزادانہ حکومت کی تشکیل کے بعد حالت تبدیل ہوگئے۔ ہندوستانی حکومت نے صنعتوں کی ترقی کی حوصلہ افزائی کے لیے بہتر انداز میں منصوبہ بندی کی۔

☆ برطانوی دور حکومت کے دوران ہندوستان میں کونسی صنعتیں قائم ہوئیں؟

☆ آزادی کے وقت ہندوستانی صنعتوں کی ترقی میں کیا مشکلات پیش آئیں؟

ہندوستانی صنعتوں میں مزدور

صنعتی قصبات شہر اور مزدوروں کی آبادیاں

1850ء سے مشینوں پر منحصر صنعتیں ہندوستان میں قائم ہونی شروع ہوئیں۔ سب سے بڑی صنعت دھاگہ کاتنے اور کپڑا بننے کی صنعت تھی۔ 1905ء میں 2.25 لاکھ کے قریب مزدور پارچہ صنعت سے وابستہ تھے۔ 1.5 لاکھ پٹ سن اور 1 لاکھ مزدور کوئلے کی کانوں کی صنعتوں سے وابستہ تھے۔

ضرورت مند کسان، مزدور اور ہنرمند افراد روزگار کی تلاش میں دیہاتوں سے شہروں کا رخ کرنے لگے۔ ان کے ساتھ یا ان کے بعد ان کے رشتہ دار، پڑوسی اور دوست احباب آنے لگے۔ شہروں میں مزدوروں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ کارخانوں کے اطراف و اکناف

SCERT TELANGANA

جھونپڑیاں اور مزدوروں کی آبادیاں بسنے لگی ۔ ہندوستان کے کئی شہر جیسے کانپور، ممبئی، احمد آباد، کولکتہ اور چینائی بڑے صنعتی شہر بن گئے ۔

کام کرنے کے شرائط

ابتدائی مرحلہ میں صبح طلوع آفتاب سے کام شروع ہو کر آفتاب کے غروب ہونے تک جاری رہتا تھا۔صبح کا اجالا پھیلنے سے پہلے مزدور نیند سے بیدار ہو کر لمبی قطاروں میں کارخانوں کا رخ کرتے تھے۔جن میں مرد، عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔

ایک مرتبہ جب وہ مشینون پر کام میں لگ جاتے تو رکنے کا کوئی سوال نہ تھا۔ان کے کھانے کے لیے بھی کوئی مخصوص وقت نہیں دیا جاتا تھا۔اپنے اوقات کار سے پندرہ تا بیس منٹ کے لیے وہ کھانے کا وقفہ لیتے تھے اور اس دوران اپنے ساتھی مزدور کو اپنے کام کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کرتے تھے۔کھانے کے لیے کوئی مخصوص جگہ کا انتظام نہ تھا۔

سارا دن، گرمی رطوبت، آوازیں، گرد وغبار اور کارخانے کے گھٹن والے ماحول میں گزر جاتا تھا۔ جب سورج غروب ہو جاتا اور اندھیرے میں دیکھنا ممکن ہو جاتا تو اسی وقت مشینیں روک دی جاتیں اور کام ختم کر دیا جاتا تھا۔

اس طرح سے کئی مہینوں کام چلتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ہفتہ واری تعطیل کا بھی اہتمام نہ تھا۔صرف اہم عیدوں اور تہواروں کے موقعوں پر کارخانوں کے مالکین چھٹی دیا کرتے تھے۔

بہر حال سال کے پورے دنوں میں کام کرنا ممکن نہ تھا۔ بیماری، گھریلو مصروفیات کے لیے بھی وقت نکالنا ضروری تھا۔کام کی یکسانیت سے لوگ اکتا جاتے اور تھک جاتے تھے۔ جب کبھی کوئی مزدور کام کے لیے نہیں جاتا تو اسے اس دن کی اجرت سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا۔

ان دنوں اجرت پیدا کردہ اشیاء کے تناسب سے دی جاتی تھی۔ مالکین نے یہ شرط رکھی کہ جتنا آپ بنائیں اتنا ہی آپ پائیں گے،کبھی کبھار مشینوں میں خرابی پیدا ہو جاتی تھی یا خام مال کی فراہمی میں تاخیر ہو جاتی یا وہ ناکافی ہوتیں ایسی صورت میں مل مالکین باوجود اس کے کہ اس میں مزدوروں کا قصور نہیں ہوتا ان کی اجرت میں سے رقم منہا کر دیتے تھے۔غرض مزدور ہر ماہ کوئی مقرر کردہ آمدنی نہیں پا سکتے تھے۔

اتنا ہی نہیں بلکہ کارخانے کے مالکین مزدوروں کو مہینے کے اختتام پر مکمل ادائیگی نہیں کرتے تھے۔آئندہ ماہ تک کے لیے وہ کچھ رقم روکے رکھتے تھے۔ایسے حالات میں مزدور کام چھوڑ جانا چاہیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے کیوں کہ ان کے پچھلے مہینوں کی اجرت ان کے مالکین کے پاس پھنسی ہوئی ہوتی تھی۔

وہاں ان پر کئی جرمانے بھی لگائے جاتے تھے۔ مالکین چھوٹی چھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر ان پر جرمانے عائد کرتے تھے۔اگر وہ تاخیر سے آتے یا کپڑے پر دھبے لگتے یا مالک یہ سمجھتے کہ مزدور سنجیدگی سے کام نہیں کر رہے ہیں تو ان پر جرمانے لگتے تھے اور رقم کو ماہانہ اجرت سے کاٹ لیا جاتا تھا۔

سارے مزدوروں کو جن میں مرد، عورتیں، اور بچے شامل تھے ان ہی شرائط پر کام کرنا پڑتا تھا۔گرما میں 14 گھنٹے اور سردیوں میں 12 گھنٹے لیکن 1880ء میں ایک نئی بات ہوئی۔کارخانوں میں برقی بلب لگائے گئے ۔روشنی کی مدت میں اضافہ ہونے پر اوقاتِ کار میں بھی اضافہ ہوا۔سورج کے غروب ہونے کے بعد بھی کام کو روکنے کی ضرورت نہ تھی۔ ہر مزدور سے دن میں 15 گھنٹے کام لینا ایک عام بات ہوگئی

SCERT TELANGANA

تصویر 16.7: مرد، عورتیں اور بچے کارخانوں کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے۔

کام کے انجام دینے میں کئی سختیاں برداشت کرنا پڑتا تھا لیکن ان میں سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز ملازمت کی طمانیت کا نہ ہونا تھا۔ اگر کوئی کارخانہ نقصان میں چل رہا ہوتا تو اس کے مالک چند مزدوروں کو آسانی سے کام سے نکال دیتے تھے اور جو کام کر رہے ہوتے تھے انکی اجرت میں کمی کر دی جاتی تھی

اگر کارخانہ نفع میں ہوتا تو کیا مالکین اجرت میں اضافہ کرتے؟ نہیں ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا۔

ابتدائی ایام میں ہندوستانی کارخانوں میں

☆ مزدوروں کے لیے کام اور آرام سے متعلق کیا قوانین بنائے گئے تھے؟

☆ اجرت کی ادائیگی کے متعلق کیا قوانین بنائے گئے تھے۔؟

☆ کن وجوہات کی بناء پر مزدوروں کی اجرت میں سے کمی اور کٹوتی کی جاتی تھی؟

مزدوروں کی جدوجہد

مزدوروں نے انصاف سے عاری اوقاتِ کار کے خلاف جدوجہد کی۔ 1870ء میں ایک کے بعد ایک ہڑتال ممبئی میں ہوئی۔ ابتداء میں مزدوروں کی کوئی تنظیم یا انجمن نہیں تھی۔ ایک کارخانے کے تمام مزدور ایک ہو کر ہڑتال پر جاتے اور مالکین پر دباؤ ڈالتے تھے۔

مثال کے طور پر 1892ء میں ممبئی کے مل مالکین اس بات پر غور کر رہے تھے کہ مزدوروں کی اجرت میں کمی کی جائے۔ ان حالات میں سارے ملز کے مزدور ہڑتال کے لے ایک جگہ جمع ہوئے۔ حکومت نے فیکٹریوں کے معائنے کے لیے ایک افسر مقرر کیا اور اسی افسر نے مزدوروں کے تعلق سے یہ بات لکھی کہ اگر اجرت میں کمی کی گئی تو سارے ممبئی میں ہڑتال شروع ہو جائے گی گو کہ مزدوروں کی کوئی منظّم تنظیم اور انجمن نہیں ہے لیکن اکثر مزدور ایک ہی ذات، قبیلے اور گاؤں سے تعلق رکھتے تھے اور وہ آسانی سے متحد ہو کر قدم اٹھا سکتے ہیں۔

یہاں ایک مثال پیش کی گئی ہے کہ کس طرح مزدور اپنے مفادات کے تحفظ میں جدوجہد کرتے ہیں۔ 1900 سے 1901 کے دوران ممبئی کے 20 کارخانوں نے مزدوروں کی اجرتوں کو 1/2% 12 گھٹا دیا۔ اس کے جواب میں مزدوروں نے کام روک کر ہڑتال شروع کر دی۔ تمام کے تمام 20 کارخانے دس دنوں کے لیے بند رہے۔

اسی طرح سے 1919ء میں مہنگائی میں جب اضافہ ہو رہا تھا تو مزدوروں کی اجرت میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ ممبئی کے تمام ملوں کے مزدور ہڑتال کے لے آگے آئے اور کارخانے 12 دنوں کے لیے بند رہے۔

SCERT TELANGANA

مزدوروں نے نہ صرف اپنی اجرت کے لیےلڑائی کی بلکہ انگریزوں کے خلاف بھی ہندوستان کی آزادی کے لیے بھی انھوں نے جہدوجہد کی۔ 1908ء میں انگریزوں نے ہندوستان کےمشہورمجاہد آزادی لوکمانیہ تلک کو 6 سال کے لیے ملک بدر کی سزادی۔آن واحد میں اس کے خلاف ممبئی کے تمام مل مزدور چھ دنوں کے ہڑتال پرآ گئے۔اس طرح سےمزدوروں نے ہڑتالوں کے ذریعہ سے آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا۔

تصویر16.8:تصویرمیں مزدوروں کے اجلاس کو بتایا گیاہے۔

☆ مزدور کیوں ہڑتال کرتے ہیں؟

☆ دوسرے طریقوں کے بجائے ہڑتالوں کا استعمال کیوں ہوتا ہے؟

مزدوروں کےمسائل کا حل

ایک عجیب بات یہ تھی کہ ابتداء میں ہندوستان کا تعلیمیافتہ طبقہ مزدوروں کے مسائل پر کوئی توجہ نہ دیتا تھا۔ان کے ذہنوں میں یہ بات مقدم تھی کہ کس طرح ہندوستان میں صنعتوں کوترقی دی جائے۔ابتدائی دور میں انھوں نے مزدوروں کے کام کے شرائط پر زیادہ سوچ بچارنہیں کیا۔ لیکن اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ تھی کہ برطانیہ میں فیکٹری مالکین،تاجرین،سماجی کارکن ہندوستانی مزدور طبقے کی حالت پر اپنی تشویش کا اظہار کرنے لگے۔وہ مستعدی سے ان مسائل کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرانے میں مصروف ہوگئے۔

برطانیہ کےصنعت کاراورسماجی کارکنوں نے حکومت پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ ہندوستان میں مزدوروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے اس طرح کےقوانین بنائے جائیں جس طرح کے برطانیہ میں بنائے گئے تھے۔اس دباؤ کےنتیجہ میں حکومت سنجیدگی سے اوقات کار میں کمی کرنے اوران کے لیے ایام تعطیلات مقررکرنے کے لیےقوانین کے بنانے میں غورکررہی تھی۔

اس کام نے صنعت کاروں اور ہندوستانی تعلیمیافتہ افراد میں سخت ناراضگی پیدا کردی۔انھوں نےمحسوس کیا کہ ایک مرتبہ مزدوروں کو مقررہ آمدنی اوررخصت کی سہولت دے دی جائے تو کارخانے کی پیداوار میں کمی ہوجائے گی اور مالکین کے اخراجات بڑھ جائیں گے اس کی وجہ سے کارخانوں میں بنی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوجائے گا۔اگرایسا ہوا تو برطانیہ سے آنے والی اشیاء آسانی سے فروخت ہوجائیں گی اور ہندوستانی صنعتوں کی ترقی رک جائے گی۔ہندوستانی مزدوروں کی فلاح سے برطانوی صنعتکاروں کی تشویش کو ہندوستانی صنعتکاروں نے شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا۔ان کے خیال میں اس میں بھی برطانوی صنعتوں کےمفاد پوشیدہ ہونگے۔

ہندوستان کےتعلیم یافتہ افراد اس بات پر یقین رکھے تھے کہ اگر مزدوروں کے مفادات میں قوانین بنائے جائیں تو ہندوستان میں صنعتیں ترقی نہیں کرسکیں گی۔1875ء میں بنگال کے ایک مشہوراخبار میں چھپے چندسطوران دنوں کی سوچ کو بتاتے ہیں: بہتر ہے کہ نئی صنعتوں کوتباہ

مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے قوانین سن واری خاکہ/چارٹ

1891 ء میں خاتون مزدوروں کے مفاد میں قوانین بنائے گئے تاکہ درج ذیل باتوں کو یقینی بنایا جاسکے۔

☆ خاتون مزدوروں سے ایک دن میں 11 گھنٹے سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔

☆ خواتین مزدوروں کو دن بھر میں ڈیڑھ گھنٹے کا وقفہ دیا جانا چاہیے۔

☆ بچوں کے اوقات کار کو دن بھر میں 9 تا 7 گھنٹے تک کردیا گیا اور فیاکٹری مالکین کو 9 سال سے کم عمر کے بچوں کو کام پر رکھنے سے منع کر دیا گیا۔

حکومت نے 1881ء میں پہلے فیاکٹری ایکٹ کو روبعمل لایا اور درج ذیل قوانین کا خاص طور سے بچہ مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے بنائے۔

☆ 7 سال سے کم عمر بچوں کو ملازمت نہیں دی جاسکتی۔

☆ 7 سال سے 12 سال تک کی عمر کے بچوں سے دن بھر میں 9 گھنٹے سے زائد کام نہیں لیا جاسکتا اور دن بھر میں انھیں ایک گھنٹے کا وقفہ دیا جانا چاہئے۔ اور ہر ماہ میں انھیں چار دن کی رخصت بھی دی جائے۔

ہندوستان اور پاکستان نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی

صنعتوں میں کام کرنے والوں کی زیادہ تر تعداد مرد مزدوروں کی تھی۔ 1911ء تک ان کی فلاح و بہبود کے لیے قوانین نہیں بنائے گئے۔ فیاکٹری ایکٹ 1911 کے مطابق

☆ بالغ مرد مزدوروں سے دن میں 12 گھنٹے سے زائد کام نہ لیا جائے۔

☆ ہر 6 گھنٹے کے بعد آدھے گھنٹے کا وقفہ دیا جائے۔

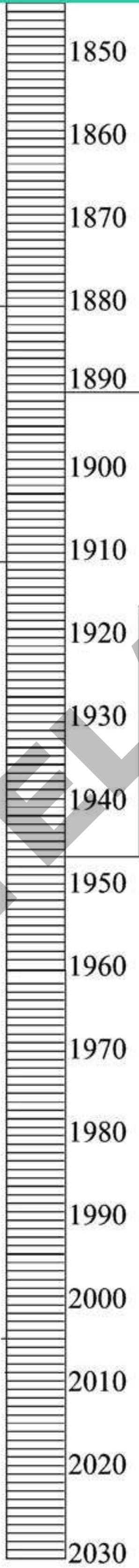

☆ ابتداء میں ہندوستان کا تعلیم یافتہ طبقہ فیاکٹری مزدوروں کے مفادات کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوا؟

☆ کس طرح قانون محنت صنعت کاروں پر اثر انداز ہوا؟

☆ برطانوی صنعتکار ہندوستان میں فیاکٹریوں کی ترقی کے مخالف تھے لیکن پھر بھی انھوں نے ہندوستانی مزدوروں کی تائید کی؟ کیوں؟

☆ برطانوی دور میں کتنی عمر سے کم کے بچوں کو مزدوروں کی حیثیت سے کام پر نہیں رکھا جاتا تھا؟

☆ موجودہ قوانین نے کتنی عمر کو کم تر قرار دیا ہے جس سے کم عمر کے بچے مزدوروں کی حیثیت سے کام نہیں کرسکتے؟

☆ قانون محنت کے مطابق زیادہ سے زیادہ کتنے گھنٹے بچے، خواتین اور مرد کام کرسکتے تھے۔

☆ آپ کس سال پیدا ہوئے؟ دیئے گئے خط مدت پر نشان لگائے اپنے والدین یا دادا دادی یا دوسرے معمر رشتہ داروں کی تاریخ پیدائش جن کو آپ جانتے ہوں معلوم کریں۔

☆ پتہ لگایئے کہ جن لوگوں کی تاریخ پیدائش کو آپ نے نشان لگایا ہے ان میں سے کوئی قانون محنت سے متاثر ہوئے ہیں؟

SCERT TELANGANA

کرنے کے بجائے مزدوروں کی بڑی تعداد کو بھوک سے مرنے دیا جائے۔ ایک مرتبہ ہماری صنعتیں بہتر طور پر قائم ہو جائیں پھر ہم مزدوروں کے مفادات کا تحفظ کر سکیں گے۔''

صنعتکاروں اور تعلیم یافتہ افراد کے ذہنوں پر یہ خوف تھا جو بالکل بے وجہ ثابت ہوا ہندوستان میں قائم صنعتوں نے منافع دینا شروع کر دیا۔ نئے نئے کارخانے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ مزدوروں کو جو چیز ضروری تھی وہ شرائط کار میں بہتری اور نقصان کے عوامل سے تحفظ تھا اور اس پر توجہ اس لیے بھی ضروری تھی کہ صنعتی ترقی کا دارومدار مزدوروں کی محنت پر ہی تھا۔

تصویر 16.9: 1931ء میں لنکاشائر کے مل مزدور گاندھی جی سے مل کر خوش ہوئے اور ہندوستان کی تحریک آزادی کے لیے اپنی یگانگت کا اظہار کیا۔

مزدور تنظیمیں Labour Organisations

وقت کے ساتھ ساتھ مزدوروں کے مسائل بھی عام ہو گئے۔ چند تعلیمیافتہ افراد نے مزدوروں کے حق میں اخبارات میں مضامین لکھے اور عوام کو اس کے ذریعہ سے ان کے مسائل کے بارے میں واقف کروایا۔ مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لے چھوٹی تنظیمیں ابھرنے لگیں۔

ہڑتالوں کے درمیان مزدوروں نے تعلیمیافتہ لوگوں کی مدد سے اپنی تنظیمیں تشکیل دیں۔ یہ مزدور انجمنیں تھیں جو ہڑتالوں کے انعقاد مل مالکین سے بات چیت اور مسائل کو حل کرنے کے لیے تشکیل دی گئی تھیں۔ آہستہ آہستہ نہ صرف ہڑتالوں کے دوران بلکہ ہر وقت مزدوروں کی فلاح و بہبود اوران کے حقوق کے لیے تجارتی انجمنیں فعال ہوگئیں 1920 کے اوائل سے ایسی انجمنیں قائم ہونی شروع ہوئیں۔ سوشلسٹ خیالات سے متاثر لوگ ان میں زیادہ تھے ایسی ایک انجمن ''گرنی کامگار انجمن'' کے نام سے قائم ہوئی جس کی مدد سے ممبئی کے مزدوروں 1928ء میں ایک بہت ہی زبردست ہڑتال کی۔ احمد آباد میں گاندھی جی کے زیر اثر ایک طاقتور انجمن ''مزدور مہاجن' کے نام سے قائم کی گئی۔

مزدوروں کی انجمنوں کے قیام نے حکومت اور مل مالکین کو مضطرب کر دیا۔ ہڑتالوں پر امتناع عائد کرنے کے قوانین بننے شروع ہوئے۔ حکومت نے لیبر آفیسروں کا تقرر کیا تا کہ مزدوروں کی فلاح و بہبود کی دیکھ بھال کی جا سکے۔ حکومت نے کوششیں شروع کر دیں کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے جس میں مزدور اپنے مسائل لیبر آفیسروں کے ذریعہ حل کریں نہ کہ انجمنوں کے ذریعہ سے۔

لیکن مزدور اس کے لیے راضی نہیں ہوئے۔ انھوں نے اس بات کو بہتر سمجھا کہ اپنی خود کی تنظیمیں بنائی جائیں جو ان کے مفادات کی حفاظت کر سکیں۔ اس طرح سے مزدوروں اور حکومت و مل مالکین کے درمیان جدوجہد شروع ہوگئی اس سوال پر کہ انجمنین بنانے کا حق اور ہڑتال کرنے کا حق دیا جائے۔

SCERT TELANGANA

☆ برطانوی دور میں قائم کی جانے والی دو اہم انجمن کونسی تھیں؟

☆ مزدوروں کے لئے انجمنیں کیوں اہم ہیں؟ بحث کیجئے۔

کلیدی الفاظ

1۔ محفوظ جنگلات رفاضل جنگلات
2۔ ممنوعہ جنگلات
3۔ ہراج کرنا
4۔ سماجی کارکن
5۔ صنعت کار
6۔ مارواڑی تاجرین
7۔ ہڑتال
8۔ مزدور تنظیمیں
9۔ صنعتی شہر
10۔ مزدوروں کی بستیاں

اپنے اکتساب میں اضافہ کیجئے۔

1۔ برطانوی حکومت سے پہلے لوگ جنگلات کا کس طرح استعمال کرتے تھے؟ ان دنوں جنگلوں کے مکمل تباہ ہونے کا خطرہ کم کیوں تھا؟

2۔ آدی واسیوں نے کس کے خلاف بغاوت کی؟ کونسے طریقوں سے انھوں نے اپنے غصے اور احتجاج کا مظاہرہ کیا؟ چند مثالیں دیجئے؟

3۔ کس طرح سے انگریزوں نے آدی واسیوں کی بغاوت کو فرو کیا؟

4۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آدی اسیوں کے احتجاج کو بتلاتے ہوئے ایک سن واری خاکہ بنایئے؟

5۔ برطانوی حکومت سے ہندوستانی صنعت کاروں کو کیا مسائل درپیش تھے؟

6۔ برطانوی دور حکومت میں یورپی کمپنیوں کا قیام ہندوستانی کمپنیوں کے قیام کے مقابلے میں کیوں آسان تھا؟ چند وجوہات بیان کیجئے؟

7۔ قوانین محنت پہلے بچوں کے لیے پھر عورتوں کے لیے اور آخر میں مردوں کے لیے بنائے گئے۔ ان قوانین کو اس ترتیب سے کیوں بنایا گیا؟

8۔ تعلیم کس طرح سے صنعتی ترقی پر اثر انداز ہوتی ہے؟ کمرہ جماعت میں بحث کیجئے؟

9۔ بیسویں صدی کے دوران ہندوستانی نقشے کے خاکے میں بڑے صنعتی شہروں کی نشاندہی کیجئے؟

10۔ معلوم کیجئے کہ ہندوستان میں آدی واسیوں کی بغاوتیں کہاں کہاں ہوئیں؟ اور ان مقامات کو ہندوستان کے نقشے میں ظاہر کیجئے۔

11۔ صفحہ نمبر 206، 207 پر ''آدی واسی بغاوتیں'' کا پیراگراف پڑھ کر مباحثہ کیجئے۔

عملی کام

1۔ محکمہ جنگلات کے ایک دفتر کا دورہ کیجئے اور ایک آفیسر سے انٹرویو لیجئے کہ کس طرح جنگلات کو محفوظ کیا جاتا ہے اور مقامی اور صنعتی افراد سمجھداری کے ساتھ اس کا استعمال کرتے ہیں؟

2۔ اپنے قریبی علاقے کی ایک فیاکٹری کا دورہ کیجئے۔ اس کی تاریخ کا پتہ لگایئے کہ کس طرح ہنرمندی میں تبدیلی آئی؟ کہاں سے مزدور آیئے؟ آجر سے اور چند کارندوں سے گفتگو کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ ان کے نظریات کو جان سکیں۔

SCERT TELANGANA